# صحبت رسول ﷺ اور سیدنا سنان بن سلمہؓ: ایک علمی جائزہ

# *A Scholistic Analysis of the Companionship of "Sinan Bin Salma" of the Holy Prophet Muhammad (SAW)*

ڈاکٹر محمد طاہر[i]      ڈاکٹر محمد زبیر[ii]

***Abstract***

*Abu Abd-ur-Rahman Sinan Bin Salma (May Allah be pleased with him) Huzali was born at the time of battle of Hunain or conquer of Makkah. He found opportunity to meet with the Prophet Muhammad (Peace be upon Him) in very early age however, the narrations quoted by him are only thirteen scattered in various books of Hadith .The experts of Hadith are of different opinion whether he was a Sahabi (Companion of the Prophet) or not, the current study thoroughly discusses this issue in a scholarly way.*

***Key Words:*** *companionship, Sanan bin Salma, Ashab baba*

سیدنا ابو عبدالرحمن سنان بن سلمہ ہذلی، فتح مکہ یا غزوہ حنین کے موقع پر پیدا ہوئے اور ان کو دیدار نبوی نصیب ہوئی۔ طویل عمر پائی، حجاج کے بصرہ پر گورنری کے آخیری ایام میں فوت ہوئے۔ ان سے کم تعداد میں روایات منقول ہیں۔ پشاور کے مضافات میں واقع چغرمٹی نامی علاقے میں موجود اصحاب بابا کی مزار انہی کی طرف منسوب ہے۔ سیدنا سنان بن سلمہؓ کی صحابی رسول ہونے کا ثبوت ان کی تاریخ پیدائش سے پیش کیا جا سکتا ہے، اس لئے پہلے ان کی تاریخ ولادت کے متعلق تحقیق کی جاتی ہے۔

## سیدنا سنانؓ کی تاریخ ولادت

اس بات پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ سیدنا سنان آپ ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے، البتہ معین وقت اور تاریخ کے متعلق کتب سیر و تاریخ میں مختلف اقوال ملتے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

**قول نمبر ۱**    بعض علماء تاریخ کا کہنا ہے کہ سیدنا سنان بن سلمہؓ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے، انہوں نے نہ معین تاریخ کا تذکرہ کیا ہے اور نہ پیدائش کے وقت کسی واقعہ اور غزوہ کا ہونا بیان کیا ہے۔ اس قول کو خلیفۃ بن خیاط العصفریؒ [۲۴۰][1]، ابو القاسم البغویؒ [۳۱۷ھ][2]، صلاح الدین العلائیؒ [۷۶۱ھ][3] اور ابو زُرعہ ولی الدین ابن العراقی [۸۲۶ھ] نے بیان کیا ہے[4]۔ حافظ ابن حجر عسقلانی [۸۵۲ھ] الاصابۃ، میں ابو زُرعہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ سیدنا سنان بن سلمہؓ صحابی تھے؟ تو فرمایا نہیں، بلکہ وہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے ہیں۔[5]

علامہ ابو زرعہ کے اس قول کو اکثر اہل تاریخ نے نقل کیا ہے۔ اس میں ابو زرعہؒ کا یہ کہنا کہ وہ صحابی نہیں ہے، سے

i   اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

ii   اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

مراد یہ ہے کہ روایت حدیث میں ان کا سماع ثابت نہیں ہے، یعنی ان کی وہ روایات جس کو وہ بلا واسطہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں دیگر صحابہؓ کی مراسیل کی طرح نہیں ہیں کہ مطلقا قبول کیے جائیں بلکہ اس میں وہ تابعی ہے، اور اس کی وہ روایات عام مراسیل کے قبیل سے ہوں گی، نہ کہ یہ مطلب کہ انھیں شرف صحابیت حاصل نہیں ہے۔

**قول نمبر ۲** یہ قول جمہور اہل سیر کا ہے جو کہتے ہیں کہ سید ناسنان بن سلمہؓ کی پیدائش عہد نبوی ﷺ میں کسی غزوہ کے موقع پر ہوئی ہے۔ تاہم یہ کونسا غزوہ تھا؟ تو انہوں نے کسی غزوہ کا نام نہیں لیا ہے بلکہ صرف یہ بیان ہے کہ زمانہ نبوت کی کوئی جنگ تھی۔ اس قول کو امام بخاری [۲۵۶ھ][6]، ابو حاتم الرزی [۳۲۷][7]، امام دار قطنی، [۳۸۵ھ][8] ابن عبد البر [۴۶۳ھ][9]، مؤرخ ابن اثیر [۶۳۰ھ][10]، حافظ جمال الدین مزی، [۷۴۲ھ][11] اور علامہ صفدی [۷۶۴ھ] نے ذکر کیا ہے[12]۔

**قول نمبر ۳** اس قول کے مطابق سید ناسنان بن سلمہؓ، رمضان المبارک سن آٹھ ہجری کو فتح مکہ کے موقع پر پیدا ہوئے۔ اس قول کو حسن بن عبد اللہ، ابو احمد العسکریؒ [۳۸۲ھ] نے اختیار کیا ہے، جسے عزالدین ابن اثیرؒ اور ابن حجر عسقلانیؒ نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے[13]۔ اسی طرح شمس الدین ذہبی [۷۴۸ھ] نے تاریخ اسلام میں[14]، جبکہ مؤرخ صفدی نے "المُحبق" کے تذکرہ میں اسی قول کو امام ذہبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے[15]۔

**قول نمبر ۴** سید ناسنان بن سلمہؓ کی پیدائش کے بارے میں چوتھا قول یہ ہے کہ آپ شوال المکرم سن آٹھ ہجری میں غزوہ حُنین کے موقع پر پیدا ہوئے۔ اسی کو احمد بن محمد ابن الاعرابیؒ [۳۴۰ھ]، محدث محمد بن حبانؒ [۳۵۴ھ] اور احمد بن عبد اللہ [۹۲۳ھ] نے اختیار کیا ہے[16]۔ نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی اس قول کو ابن الاعرابی کے حوالہ سے بیان کیا ہے[17]۔

## اختلافی اقوال کی تطبیق

مذکورہ اختلافی اقوال میں تطبیق اور جمع ممکن ہے۔ قول اول اور ثانی کے مابین کوئی تضاد نہیں، وہ اس طرح کہ یہ معلوم ہے کہ سید ناسنانؓ کی پیدائش عہد نبوی میں کسی غزوہ کے موقع پر ہوئی، خواہ وہ غزوہ، فتح مکہ مراد ہو یا حنین۔ دونوں واقعات میں سے جو بھی مراد لیا جائے اس کا تعلق نبوی عہد سے ہے۔ البتہ تیسرے اور چوتھے قول میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر عمیق نظر سے دیکھا جائے تو اس تضاد کو اس طرح دور کیا جاسکتا ہے کہ غزوہ فتح مکہ اور حنین ایک ہی سفر میں ہوئے ہیں۔

محمد بن عمر الواقدیؒ [۲۰۷ھ] لکھتے ہیں:

> وَكَانَ فَتْحُ مَكَّةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِعَشْرٍ بَقِينَ مِنْ رَمَضَانَ فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ غَدَا يَوْمَ السَّبْتِ لِسِتّ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ شَوَّالٍ-[18]
>
> "فتح مکہ آٹھ ہجری ۲۰ رمضان المبارک کو ہوئی، اور آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں ۱۵ دن گزار کر نماز قصر پڑھتے رہے، پھر ۶ شوال سن ۸ھ کو غزوہ حنین کے لئے روانہ ہوئے۔"

حافظ ابن کثیر [۷۷۴ھ] لکھتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد باقی آیام میں آپ ﷺ نے نہ روزہ رکھا اور نہ نماز کو پوار کیا بلکہ برابر قصر پڑھتے رہے[19]۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں غزوات ایک ہی سفر میں پیش آئے۔ چنانچہ اسی سفر میں سیدنا سلمہؓ کو اپنے بیٹے سنان کی پیدائش کی بشارت ملی تھی۔ لہذا جس نے اس سفر میں فتح مکہ کا اعتبار کیا ہے انہوں نے پیدائش کے موقع فتح مکہ کو قرار دیا ہے اور جس نے غزوہ حنین کا اعتبار کیا ہے تو انہوں نے پیدائش کا وقوعہ اسی کو قرار دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ان اقوال کے مابین کوئی تضاد نہیں ہے اور اس طریقے سے اس کو جمع کرنا ممکن ہے۔

**مؤرخ ابن عساکر اور علامہ ابن حجر کی رائے**

علامہ ابن عساکرؒ [۵۷۱ھ] سیدنا سنان بن سلمہؓ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وكان سنان ولد أيام خيبر"[20]

"سنانؓ کی ولادت غزوہ خیبر [محرم الحرام سن سات ہجری] کو ہوئی۔"

لیکن علماء سیر سلف وخلف میں سے کسی نے بھی اس قول کو نقل نہیں کیا ہے، جسے مورخ موصوف کی مسامحت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ حافظ عسقلانی نے "تہذیب التہذیب" میں ابو سلیمان بن زبر [۳۷۹ھ] کی کتاب ''الصحابۃ'' کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ سیدنا سلمہ بن محبقؓ کو اپنے بیٹے سنان کی پیدائش کی بشارت غزوہ خیبر کے موقع پر ملی[21]۔ اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا سنانؓ کی ولادت غزوہ خیبر محرم الحرام سن ۷ ہجری کو ہوئی۔

لیکن ''تہذیب'' کی اس عبارت میں غلطی ہے، کیونکہ ابن زبر کی کتاب میں اصل عبارت اس طرح ہے: أنّ سلمة لما بشّر بابنه سنان وهو بحنين، اور غلطی سے ''تہذیب میں" لما بشر بابنه سنان وهو بخيبر" تحریر کی گئی ہے جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی کی دوسری کتاب ''الاصابہ'' کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے[22] جو بھی ابن زبر کے حوالے سے تحریر کی گئی ہے، تاہم وہاں پر عبارت کی غلطی نہیں ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ ''البدایہ والنہایہ'' میں سن ۹ھ کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وسنان بن سلمة بن المحبق أحد الشجعان المذكورين، أسلم يوم الفتح"[23]

"سنان بن سلمہ بن المحبق ان بہادر مذکور لوگوں میں سے تھا، جو غزوہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے"

اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا سنانؓ کی ولادت فتح مکہ سے بہت پہلے ہوئی ہے، اور فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ تحقیق کے لحاظ سے بندہ اس کو حافظ ابن کثیر کا تسامح یا کاتب کا سہو ہی کہہ سکتا ہے، کیونکہ سنان بن سلمہؓ تو مشہور صحابی سیدنا سلمہ بن المحبقؓ کے گھر میں پیدا ہوئے، ان کا نام آپ ﷺ نے رکھا اور تحنیک بھی کی، جیسا کہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے، کہ وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔

خلاصہ یہ کہ پہلے چار اقوال صحیح ہیں اور ان میں تطبیق بھی ممکن ہے۔ ''تہذیب التہذیب'' اور ''البدایۃ والنہایۃ'' کی عبارات میں غلطی ہے، ان کی ذکر دہ روایات تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر سیدنا سنان کی ولادت غزوہ فتح مکہ یا حنین کو قرار دیا جائے تو یہ دونوں سن آٹھ ہجری کو ہوئی تھیں۔ فتح مکہ ۲۰ رمضان کو اور حنین ۶ شوال کو، اور آپ ﷺ کی وفات

ربیع الاول ۱۱ ہجری کو ہوئی۔ تو اس لحاظ سے آپ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر دو سال پانچ ماہ اور کچھ دن تھی۔ تو کیا اس عمر میں اس کو شرف صحبت حاصل ہو سکتا ہے؟

اس سوال کا دارو مدار صحابی کی تعریف پر موقوف ہے۔ اگر صحابی کی تعریف میں لغت کا اعتبار کیا جائے، جیسے کہ محدثین نے کیا ہے[24] اور اس میں عموم مدّ نظر ہو، تو اس تعریف کے لحاظ سے سنان بن سلمہ اور اس طرح دیگر بچے جو عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے تھے اور ان کو ایک ساعت صحبت یا صرف رُویت [دیدار] نصیب ہوئی ہو، اگرچہ ان میں پورا فہم، ادراک ورشد نہ ہو اور نہ وہ سن تمیز کو پہنچا ہوا ہو، تب بھی وہ مقام صحابیت پر فائز ہیں، اور ہم ان کو صحابی کے مقدس خطاب سے یاد کر سکتے ہیں۔

چنانچہ امام بخاریؒ [۲۵۶ھ] صحابی کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"من صحب النبي صلى الله عليه وسلم أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه"[25]

"جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی، یا آپ ﷺ کو بحالت ایمان دیکھ لیا تو وہ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ہے"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ صحبت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لغت کے اعتبار سے ہر وہ شخص اس نام (صحابی) کے مستحق ہے جس کو تھوڑی سی صحبت ملی ہو، اگرچہ ایک لحظہ کیوں نہ ہو مگر عرف میں صحبت کیلئے یہ ضروری ہے کہ ایک مدت تک آپ ﷺ کے ساتھ نشت و برخاست نصیب ہوا ہو[26]۔ اسی بات کو حافظ السخاویؒ نے بھی قاضی ابو بکر الباقلانی کے حوالہ سے بیان کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ علماء لغت کا اتفاق ہے کہ لفظ صحابی، صحبت سے مشتق ہے، مگر صحبت کا کوئی مخصوص مقدار ملحوظ و مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اطلاق ہر اس شخص پر ہو سکتا ہے جس نے کم یا زیادہ کسی کی صحبت اُٹھائی ہو، اس لئے کہا جاتا ہے کہ میں نے ایک سال، یا ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھڑی تک ایک شخص کی صحبت اٹھائی۔ اس لئے صحبت کی تھوڑی یا زیادہ مقدار پر صحبت کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ لیکن عرف میں صحابی صرف اس شخص کو کہہ سکتے ہیں جس نے کسی کی طویل صحبت اٹھائی ہو[27]۔ لغت والا قول محدثین کا ہے، اور عرف والا قول علماء اصول کا۔

چنانچہ حافظ سخاوی لکھتے ہیں کہ علامہ نوویؒ [۶۷۶ھ] شرح مسلم میں قاضی ابو بکر باقلانی کے قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ امام باقلانی کے اس قول سے محدثین کا مذہب راجح ہونے پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے علماء لغت سے نقل کیا ہے کہ صحبت کا اطلاق ایک ساعت "گھڑی" پر بھی ہوتا ہے اور زیادہ مقدار پر بھی، اور علماء حدیث کا اسلوب شرعی اور عرفی الفاظ کے استعمال میں یہ ہے کہ وہ لغت کے موافق ہو۔ فَوَجَبَ الْمَصِيرُ إِلَيْهِ. تو اس قول کی طرف جانا واجب ہے[28]۔ تو محدثین کی تعریف کے لحاظ سے سیدنا سنان بن سلمہؓ اور اس طرح دیگر بچے مقام صحابیت پر فائز ہیں، اور علماء اصول کے ہاں وہ تابعی ہیں، ان کے نزدیک صحبت کے لئے ایک مدت تک ساتھ رہنا ضروری ہے۔

علامہ بدرالدین عینیؒ [۸۵۵ھ] لکھتے ہیں کہ صحابی کی تعریف میں لفظ "رآہ" میں فاعل کی ضمیر مسلمان کی طرف بھی راجع ہو سکتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کو بھی[29]۔ یعنی صحابی وہ ہے جس نے آپ ﷺ کا دیدار کیا ہو یا آپ ﷺ نے اسے دیکھا ہو۔ تو ان میں سے ہر ایک صحابی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ صحابی کی تعریف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ويَدْخُل فيهِ رؤيةُ أحدِهما الآخرَ، سواءٌ كانَ ذلك بنفْسِهِ أم بغيْرِه[30].

"یعنی وہ بھی صحابی ہے جس نے آپ ﷺ کو دیکھا ہو اور وہ بھی جس کو آپ ﷺ نے دیکھا ہو، اور "بغیرہ" کی مطلب یہ ہے کہ وہ چھوٹا ہو اور کسی نے آپ ﷺ کے خدمت میں لایا ہو۔"

حافظ سخاویؒ لکھتے ہیں: اس لحاظ وہ تمام بچے صحابہ ہیں جو آپ ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے، اور آپ ﷺ نے ان کو دیکھا ہو، اگرچہ وہ یہ تمیز نہیں کر سکتے کہ یہ پیغمبر ہیں، جیسے محمد بن ابی بکر الصدیقؓ حالانکہ وہ آپ ﷺ کی وفات سے صرف تین مہینے قبل پیدا ہوئے، اگرچہ اس نے آپ ﷺ کا دیدار نہیں کیا لیکن وہ اس لحاظ سے صحابی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو دیکھا ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

"وَلِأَجْلِ اخْتِيَارِ عَدِّ غَيْرِ الْمُمَيِّزِينَ فِي الصَّحَابَةِ كَانَتْ فِي بَيْتِ الصِّدِّيقِ أَرْبَعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي نَسَقٍ"[31]

"اور جب راجح یہ ہے کہ غیر تمیز کرنے والے بچے بھی صحابہ کرام کی مقدس جماعت میں شمار ہوا کرتی ہیں، تو سیدنا ابو بکر الصدیق کے گھر میں سلسلہ وار چار صحابہؓ ہیں۔ یعنی ابو قحافہؓ جو اس کے والد ہے، خود ابو بکر الصدیق، اور ان کے بیٹا عبدالرحمن، اور نواسا محمد، کیونکہ محمد آپ ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے تھے، تو ترتیب یہ ہوا، محمد بن عبدالرحمن بن ابو بکر الصدیق بن ابی قُحافہ۔"

حافظ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ جو بچے آپ ﷺ کو اس عمر میں دیکھے کہ ان کو کچھ تمیز وادراک نہ ہو اور نہ وہ آپ ﷺ کی بات کو سمجھتا ہو، جمہور محدثین کے نزدیک یہ حضرات مقام وشرف کے لحاظ سے صحابہ کرامؓ میں شمار ہوتے ہیں۔ روایت حدیث کے اعتبار سے ان کا شمار کبار تابعین میں ہوگا، یعنی ان کی روایات حکم کے لحاظ سے مراسیل ہیں، صحابہ کرامؓ کی مراسیل کی طرح نہیں جن کا سماع آپ ﷺ سے ثابت ہے، بلکہ کبار تابعین کے مراسیل کی طرح ہیں۔ علامہ العلائیؒ نے اس قسم کے بچوں کے متعلق جو یہ کہا ہے کہ "لَا صُحْبَةَ لَهُ، بَلْ وَلَا رُؤْيَةَ"، تو ان کی یہ بات روایت حدیث کے متعلق تو قبول کی جائے گی، البتہ ان سے شرف صحابیت کو نفی کرنے میں وہ جمہور محدثین کے خلاف ہے۔ اور اس قسم کے صحابہؓ کے متعلق لوگ ایک دوسرے کو مغالطے بھی دیتے ہیں کہ وہ کون سے صحابہ ہیں جن کی روایات تو مراسیل ہیں، لیکن جو لوگ صحابہؓ کے مراسیل قبول کرتے ہیں ان کے مراسیل قبول نہیں کرتے؟[32]

حافظ ابن حجر تنبیہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لا خَفاءَ برجحانِ رتبةِ مَنْ لازَمَه صلَّى الله عليه وسلَّمَ وقاتَلَ معَهُ أَو قُتِلَ تحتَ رايتِه على مَنْ لم يلازِمْه، أَو لم يَحْضر معه مَشْهَداً، وعلى مَن كلَّمَهُ يَسيراً، أَو ماشاهُ قَليلاً، أَو رآه على بُعْدٍ، أو في حال الطفولية، وإِن كان شرفُ الصحبةِ حاصلاً للجميع.ومَنْ ليسَ لهُ مِنهُم سماعٌ منهُ فحديثُهُ مرسَلٌ مِن حيثُ الروايةُ، وهُم معَ ذلك معدودون في الصَّحابة؛ لما نالوهُ مِن شرفِ الرُّؤيةِ"[33]

"مطلب یہ ہے کہ جن حضرات نے آپ کی صحبت زیادہ اٹھائی ہو ان کے اور جنہوں نے کم اُٹھائی ہو یا زمانہ طفولیت میں تو ان کے مراتب میں فرق ہے لیکن شرف صحابیت سب کو حاصل ہے۔"

اور ان میں سے جس کی سماع آپ سے ثابت نہیں روایت کے لحاظ سے ان کی احادیث مراسیل ہیں، لیکن وہ صحابہ کرامؓ کی مقدس ترین جماعت میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ ان کو دیدار کا شرف حاصل ہے۔

ان تمام باتوں سے یہ واضح ہوا کہ سیدنا سنان بن سلمہؓ محدثین کے نزدیک مقام کے لحاظ سے صحابی ہیں، البتہ روایت کے

اعتبار سے ان کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ اور ان کی روایات مراسیل ہیں، لیکن مراسیل صحابہ نہیں بلکہ مراسیل کبار تابعین۔ اس لئے علماء سیر میں سے ایک معتدبہ حضرات نے ان کا شمار صحابہ کرامؓ میں کیا ہے۔ مثلاً ابن حبانؒ [۳۵۴ھ] سنان بن سلمہؓ کے حالات میں لکھتے ہیں:

"يعد في الصحابة"[34]

"ان کا شمار صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔"

حافظ ابن مندہ [۳۸۵ھ] سیدنا سلمہؓ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" له ولابنه سنان صحبة"[35]

"ان کو اور ان کے بیٹے سنان کو شرف صحبت حاصل ہے۔"

اور جن علماء سیر نے بھی صحابہ کرامؓ کی تاریخ پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، انہوں نے بھی اپنی کتابوں میں سنان بن سلمہؓ کا تذکرہ فہرست صحابہؓ میں کیا ہے۔ مثلاً علامہ بغویؒ [۳۱۷ھ] نے معجم الصحابہ میں[36] اور ابن قانع [۳۱۸ھ] نے معجم الصحابہ میں[37]، اور ابو نُعیم [۴۳۰ھ] نے معرفۃ الصحابہ میں[38]، ابن عبدالبر [۴۶۳ھ] نے الاستیعاب میں[39]، ابن الاثیر [۶۳۰ھ] نے اسد الغابہ میں[40] اور ابن حجر [۸۵۲ھ] نے الاصابہ[41] میں۔

البتہ ائمہ اصول حدیث کے نزدیک صحبت کے لئے سن تمیز شرط ہے، تو ان کے نزدیک سنان بن سلمہ اور اسی طرح دیگر بچے کبار تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ابن معین، ابو زرعہ، ابو حاتم اور ابو داود کے نزدیک صحبت کے لئے سن تمیز شرط ہے، ان کے نزدیک ان بچوں کو شرف صحبت حاصل نہیں ہے جو سن تمیز کو پہنچے نہیں، اگرچہ آپ ﷺ نے ان کو اپنا لُعاب مبارک دیا ہو، یا ان کے چہرے کو مسح کیا ہو، مثلاً محمد بن حاطب، عبدالرحمن بن عثمان وغیرہ[42]۔

**خلاصہ بحث**

مندرجہ بالا تحقیق کی روشنی میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ سنان بن سلمہؓ اور اس قسم کے دیگر بچے شرف صحبت سے بہرور ہیں، لیکن روایات کے اعتبار سے وہ کبار تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے مراسیل محتاج تحقیق ہیں، اور اسی کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اختیار کیا ہے۔ حافظ ابن ملقنؒ کہتے ہیں کہ علامہ ابن عبدالبرؒ کے نزدیک ہر وہ مسلمان صحابی ہے، جس نے آپ ﷺ کو دیکھا ہو، یا آپ کے عہد میں مسلمان ہوا ہو یا اس کی ولادت آپ کی حیات میں ہوئی ہو۔ اگرچہ اس نے آپ ﷺ کو دیکھا نہ ہو، لیکن آپ کی وفات سے کچھ وقت پہلے پیدا ہوا ہو۔ کیونکہ یہ سب آپ ﷺ کے ساتھ ایک خاص زمانہ میں شریک رہے ہیں[43]۔

## حواشی و حوالہ جات


1 العصفر، خلیفہ بن خیاط، کتاب الطبقات، لخلیفۃ بن الخیاط، ص۳۲۹۔ دار الفکر، بیروت، طبع اول، بدون تاریخ۔

2 البغوی، ابو القاسم، معجم الصحابۃ، ابو القاسم البغوی، ج۳ص ۲۶۴۔ احیاء التراث، طبع اول ۱۹۹۹م۔

3 العلائی، صلاح الدین، جامع التحصیل فی احکام المراسیل، حرف السین، ج ا ص ۱۹۲، عالم الکتب بیروت، طبع دوم، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۶م۔

4 ابن العراقی، احمد بن عبد الرحیم، تحفۃ التحصیل فی ذکر رُواۃ المراسیل، حرف السین، ج ا ص ۱۴۰، مکتبۃ الرشید، الریاض، سعودی عرب۔

5 العسقلانی، ابن الحجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج۳ص ۲۰۱، ترجمہ ۳۶۶۲۔ دار الحدیث، قاہرہ۔

6 البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الاوسط، للبخاری، ج ا ص۲۱۸، وتاریخ کبیر، ج۴ص ۱۶۲، ترجمہ ۲۳۳۷۔

7 الرازی، ابو حاتم، لجرح والتعدیل، ج۴ص ۲۵۰، ترجمہ ۱۰۷۸۔ در السلام ریاض۔

8 الدار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد، المؤتلف والمختلف، باب سنان وسیار، ج۳ص ۱۲۰۲، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۶ھ

9 الاندلسی، ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج۲ص ۶۵۷، ترجمہ ۱۰۷۱۔ دار الفکر، بیروت طبع اول۔

10 الجزری، عزالدین، اُسد الغابۃ، ج۲ص ۵۶۰۔ مکتبہ شان اسلام، قصہ خوانی، پشاور، پاکستان، بدون تاریخ۔

11 المزی، کمال الدین، تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۲ص۱۴۹، ترجمہ ۲۵۹۴۔ احیاء التراث العربی، بیروت، طبع دوم ۲۰۰۷م۔

12 الصفدی، خلیل بن ایبک [۷۶۴ھ] الوافی بالوفیات، ج۱۵ص ۲۸۱،

13 اُسد الغابۃ، ج۲ص ۵۶۰، ترجمہ ۲۲۶۱۔

14 تاریخ اسلام ج۲ص۹۳۸، شمس الدین ابو عبد اللہ الذھبی [۷۴۸ھ] دار الغرب الاسلامی، طبع اول ۲۰۰۳م۔

15 الوافی بالوفیات ج۱۵ص۲۸۶۔

16 البستی، ابن حبان، الثقات، باب السین، ج۳ص ۱۷۸، ترجمہ ۵۸۳۔ مؤسسۃ الاسلامیہ، حلب، بدون تاریخ۔

17 تھذیب تھذیب الکمال، من اسمہ سنان، ج ا ص۱۵۶، احمد بن عبد اللہ الساعدی، المطبوعات الاسلامیۃ، بیروت، طبع پنجم، ۱۴۱۶ھ۔

18 السہمی، محمد بن عمر الواقدی، [۲۰۷ھ] غازیالواقدی، غزوۃ حُنین، ج۱۳ص ۸۸۹، دار الاعلمی، بیروت، طبع سوم، ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹۔

19 الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر [۷۷۴ھ] لفصول فی السیرۃ، غزوۃ فتح مکۃ، ج ا ص ۲۰۳، مؤسسۃ علوم القرآن، طبع ہشتم، ۱۴۰۳ھ

20 ابن عساکر، ابو القاسم، علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ، [۵۷۱ھ] تاریخ دمشق، ج۱۳ص ۲۹۸، دار لفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵م۔

21 تھذیب التھذیب، من اسمہ سنان، ج۴ص ۱۵۸، دار المعارف النظامیۃ، ہند، طبع اول ۱۳۲۶ھ۔

22 الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج۳ص ۱۲۹، ترجمہ ۳۴۰۷۔

23 البدایۃ والنہایۃ ج۹ص ۹۵، ابن کثیر، دار احیاء التراث العربی، طبع اول ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸م۔

24 السخاوی، شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمن [۹۰۲ھ] فتح المغیث، تعریف الصحابی، ج۴ص ۷۹، مکتبۃ السنۃ، مصر، طبع اول ۱۴۲۴ھ

25 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ، ج۵ ص ۲۔ قدیمی کتب خانہ کرچی، پاکستان۔

26 فتح الباری، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ، ج۷ ص ۳، العسقلانی، دار المعرفۃ بیروت، طبع ۱۳۷۹۔

27 فتح المغیث ج۴ص ۸۰۔

28 فتح المغیث ج۴ص ۷۹۔

29 العینی، ابو محمد، محمد بن احمد، بدر الدین، عمدۃ القاری، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ ج ۱۶ ص ۱۶۹، دار احیاء الترث العربی، بیروت، بدون التاریخ۔

30 نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ص ۱۴۰، العسقلانی، مطبعہ سفیر، ریاض، سعودی عرب، طبع اول ۱۴۲۲ھ

31 فتح المغیث ج ۴ ص ۷۹۔

32 فتح المغیث ج ۴ ص ۸۰۔

33 شرح النخبۃ، ص ۱۴۲۔

34 مشاھیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار ج ۱ ص ۱۷، محمد بن حبان، دار الوفاء، المنصورۃ، بیروت، طبع اول ۱۴۱۱ھ ۱۹۹۱م۔

35 معرفۃ الصحابۃ لابن مندہ ج ۱ ص ۶۸۴۔

36 معجم الصحابۃ للبغوی، ج ۳ ص ۲۶۴۔

37 معجم الصحابہ لابن قانع، ج ۱ ص ۳۵۱۔

38 معرفۃ الصحابۃ الابی نُعیم، ج ۳ ص ۱۴۲۷۔

39 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۲ ص ۶۵۷۔

40 اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۲ ص ۵۶۰۔

41 الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج ۳ ص ۲۰۱۔

42 السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین [۹۱۱ھ] تدریب الراوی ج ۲ ص ۶۶۸، دار طیبۃ، بدون تاریخ۔

43 المصری، ابن ملقن، سراج الدین، ابو حفص، عمر بن علی الشافعی، المقنع فی علوم الحدیث، النوع التاسع والثلاثون، معرفۃ الصحابۃ، ج ۲ ص ۴۹۲، دار الفوظ السعودیۃ، طبع اول ۱۴۱۳ھ۔